
مُلّاکافر
محمد نواز ساحر

اس تحریر کا عنوان پڑھ کر شاید آپ کے کچھ مذہبی جذبات مجروح ہو گئے ہوں یا شاید آپ نے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ مَیں اس ملک میں موجود مخصوص مولوی حضرات کو تنقید کا نشانہ بنانے والا ہوں۔

ایسا ہرگز نہیں ہے! میرے نقطہ نظر کے مطابق ہر دور کا مذہبی رہنما جس نے طاغوتی حاکم جماعت کو بلاواسطہ یا براہِ راست فایدہ پہنچایا ہو یا پہنچا رہا ہو وہ مُلاّ ہے۔

اب وہ یورپ کا پوپ لیون دہم ہو یا روس کا راسپوٹین، سپین کا ٹامس ڈی ٹور کیمیڈا یا محمد شاہ رنگیلے کے دور کے عالم۔

سب سے پہلے تو لفظ کافر کا مفہوم سمجھ لیں تو بہتر ہو گا۔

کافر کسے کہتے ہیں؟

ویسے عرفِ عام میں انکار کرنے والے شخص کو کافر کہا جاتا ہے مگر جب ہم اسلامی نقطہ نظر سے اس کا مفہوم سمجھتے ہیں تو اللہ کے احکامات سے انکار کرنے والے کو کافر کہا جائے گا۔

ہمارے ہاں مشہور ہے کہ جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا وہ کفر سے باہر نکل آیا۔

اسے کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اب اس کا تعلق امت محمدیہ سے جڑ چکا ہے۔

اب وہ چاہے جو مرضی کرے شراب پیئے، زنا کرے یا گناہوں سے زمین آسمان بھر دے۔

توبہ کا دروازہ ہمیشہ سے اس کے لیے کھلا ہے۔

ویسے تو توبہ کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے مگر امت محمدیہ کو خصوصی رعایت حاصل ہے کہ وہ زندگی میں توبہ کرلے۔

اگر نہیں کرسکے تو قیامت کے دن شفاعت محمد انہیں بخشوالے گی۔

زرا لگے ہاتھوں یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ توبہ کیا چیز ہے جو تمام گناہوں کو بہا کر لے جاتی ہے۔

محمد ص کے دور میں نظام اسلامی کو اپنانا توبہ کہلاتا تھا۔

طاغوتی نظام سے جان چھڑا کر دین اسلامی سے تعلق استوار کرنے کو توبہ کہتے تھے۔

توبہ کرنے والا شخص جہالت سے نکل کر دین اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے لگ جاتا تھا یہی اس کی توبہ ہوتی تھی۔

اور دین اسلام ہے کیا؟

اسے سمجھنے سے آپ کو توبہ کا خالص مفہوم سمجھ میں آجائے گا۔

زرا سوچیں آپ ایک ایسے تصوراتی ملک میں رہ رہے ہیں جہاں کوئی بھی شخص حاکم نہیں ہے۔

نہ کسی کے پاس زمین ہے نہ جائیداد۔

سب اپنی اپنی استعداد کے مطابق محنت کرتے ہیں اور ضرورت سے زائد سب کچھ ایک بہت بڑے گودام میں جمع کئے جاتے ہیں۔

اس گودام کے رکھوالے نہایت ایماندار اور عقلمند انسان ہیں۔

وہ اس جمع شدہ ذخیرے سے سب کی ضروریات پوری کرنے میں مصروف ہیں۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں اور یہ وظیفہ تب تک جاری و ساری رہتا ہے جب تک وہ خود کمائی کرنے کے قابل نہیں ہو جاتا۔

اسے بلکل مفت اور معیاری تعلیم دی جاتی ہے۔

جب وہ بڑا ہو جاتا ہے مطلب کمانے کے قابل ہو جاتا ہے تو اس کو نوکری دیتے ہیں تا کہ وظیفہ ختم کیا جا سکے۔

جب اس کی شادی کی عمر ہوتی ہے تو اسے علیحدہ سے گھر تعمیر کر کے دیتے ہیں۔

اگر وہ والدین کی اکلوتی اولاد ہے تو اپنے والدین کے گھر میں بھی رہ سکتا ہے مگر اسے پھر بھی شادی کے لیے رقم فراہم کی جاتی ہے۔

اس کی بیوی کا وظیفہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

وہی ایماندار اللہ لوگ اس کی حفاظت کا زمہ لیتے ہیں اور اسے قانونی تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں۔

جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے معاشی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے تا کہ وہ دربدر نہ ہو اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

بدلے میں وہ زمین میں کاشت کرتا ہے یا جو بھی کام سر انجام دیتا ہے اس کی اجرت

میں سے اپنی ضرورت کے مطابق رکھ لیتا ہے اور باقی سارے کا سارا اس گودام میں جمع کروا دیتا ہے جہاں سے سب کو سامان نشو ونما میسر آرہا ہے۔

یہ سب کچھ وہ اپنی مرضی سے کروا رہا ہے کوئی ذبردستی نہیں ظلم نہیں۔

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس نظام کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے اس کا یہ زمہ داری پوری کرنا ضروری ہے۔

اب آپ یہ بتائیں اگر ایسا ملک ہو تو کسی کو مال جمع کرنے کی ضرورت پیش آئے گی؟

یا وہ کس مقصد کے لیے مال جمع کرے گا؟

بیوی بچوں کے لئے؟

گھر بنانے کے لیے؟

اشیاء خورد ونوش کے لیے؟

بڑھاپے کے لیے؟

جب یہ سب اس کے لیے وہ ایماندار اللہ والے کر رہے ہیں تو یقیناً اسے مال جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

وہ خوشی سے گودام میں حصہ ڈالے گا بلکہ بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالے گا تا کہ اس کی آنے والی نسلیں اس ثمر سے مستفید ہو سکیں جیسے کہ وہ خود ہو رہا ہے۔

اب ایک بات بتاؤں؟

یہ نظام دنیا دیکھ چکی ہے!

جی ہاں محمد ص کے دور میں یہ نظام قائم ہوا تھا۔

یہ کوئی تصوراتی کہانی نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جسے محمد ص نے عملی نافذ کر کے دیکھایا تھا اور دنیا ان فوائد سے مستفید ہوئی تھی۔

اب چونکہ وہ نظام نہیں رہا۔

اب لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج یہی اسلام ہے۔

حالانکہ یہ صرف اجتماعی رسومات ہیں یہ کوئی نظام نہیں ہے۔

یہ اس نظام میں وحدت کے اظہار کے لیے تھیں۔

باقی اسلام کی اصل روح نظام تھا۔

کیونکہ اسی سے امت کو اصل فایدہ پہنچتا ہے۔

اس نظام کو قائم کرنے کے لیے قرآنی تعلیم کی اشد ضرورت ہوتی ہے تا کہ پہلے دلوں کو بدلا جاسکے اور خدا کے نظام کی طرف موڑا جاسکے۔

یہ امت کے مخصوص تربیت یافتہ لوگوں کا کام ہے جو اس نظام کے لیے کوشش کرتے ہیں یا خود کو اس کام کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔

انہیں جماعت مومنین کہا جاتا ہے۔

وہ لوگوں کی ذہنی تربیت کرتے ہیں اور اس نظام کی افادیت کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں۔

یہ وہ نظام ہے جو قرآن مجید میں محفوظ ہے۔

جو امت چاہے اس سے فایدہ اٹھا سکتی ہے۔

اب آیئے توبہ کی جانب!

چونکہ موجودہ نظام اسلامی نہیں ہے اس لیے توبہ کر کے آپ کس نظام کی طرف رجوع کر رہے ہیں؟

آپ طاغوتی نظام میں توبہ کر کے پھر سے اسی نظام کی طرف لوٹ رہے ہیں تو یہ کیسی توبہ ہے؟

جب تک آپ کا رخ اسلامی نظام کی طرف نہیں ہو گا تب تک آپ کی دعائیں، نمازیں، حج عمرے حتی کہ توبہ بھی بے سود ہے۔

اس نظام کو بدلنے کی شروعات ذہنوں سے ہوتی ہے۔

اور جو لوگ آج کل اس کام پر مامور ہیں وہ عالم نہیں ظالم ہیں۔

کیونکہ انہیں خود دین اسلام کا صرف روزے نمازوں تک ہی پتہ ہے۔

یہ قرآن کی حقانیت جانتے ہی نہیں یا پھر جان بوجھ کر جاننا ہی نہیں چاہتے۔

یہ چاہتے ہی نہیں کہ امت میں اتحاد ہو۔

یہ سود کو اسلامی کرنے، مال دولت کو پاک کرنے، اور جنت حاصل کرنے کے گر بتانے میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ بتاتے ہی نہیں کہ انسان کا اصل مقصد اس دنیا میں جنت قائم کرنا ہے۔

عدل وانصاف والی جنت!

راحت وسکون والی جنت!

انسانوں والی جنت!

اور جو لوگ اسے قرآنی تعلیمات کے مطابق قائم کرتے ہیں وہی مومن ہیں۔

الٹا یہ بتاتے ہیں کہ نماز پڑھو سب سے پہلے اسی کا حساب ہو گا، روزہ رکھو یہ جہنم کے مقابل ڈھال بن جائے گا، ذکر کرو اس سے جنت میں درخت لگیں گے۔

ان باتوں کی حثیت یہی ہے کہ ان سے دنیا میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی جب تک قرآن نظام قائم نہیں ہو جاتا۔

اور قرآن میں جس صلاۃ کو قائم کرنے کا کہا گیا ہے وہ حقیقت میں یہی اسلامی نظام ہے جو بے حیائی اور برے کاموں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اب بتائیے کیا یہ کہنا غلط ہے کہ مُلّا جان بوجھ کر ان باتوں کو چھپا رہا ہے!

وہ نظام جو امت کی زندگی ہے اسے سامنے نہیں آنے دیا جا رہا۔

یہ لوگ محض دکھاوے کی کوششیں کرتے پھر رہے ہیں۔

یہ دیکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام لاگو کرنے کے قابل ہی نہیں رہا۔

ایک جنرل نے اسلامی سزائیں نافذ کر کے دنیا کو دکھا بھی دیا کہ یہ دین نافذ کرنے سے کوئی فایدہ نہیں۔

کیوں کہ اس سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

اور یہ زبردستی کی اسلامی سزائیں ان لوگوں پر نافذ کی گئیں جو اسلام سے صحیح طور پر واقف بھی نہ تھے۔

اور نافذ کرنے والوں نے اتنا بھی نہیں دیکھا کہ یہ سزائیں اسلام کے مطابق ہیں بھی کہ نہیں!

ان بے وقوفوں کو کون سمجھائے کہ اسلام دل میں اترنے والی چیز ہے۔

اسلام تو خود زبردستی کے خلاف ہے۔

وہ ایسا حکم کیسے دے سکتا ہے؟

سب سے پہلی چیز ہے تربیت!

پھر اس سے آگے ہے عملی جدوجہد!

بلکل ویسے ہی جیسے نبی ص نے کر کے دیکھائی۔

اسی لیے تو ان کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اب یہ زبردستی کے انبیاء کے وارث اپنے اپنے فرقہ کا پرچار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ اس نظام پر کیوں بات نہیں کرتے؟

یہ لوگوں کو کیوں نہیں بتاتے کہ اصل چیز اسلامی نظام ہے!

یہ لوگوں کی تربیت کیوں نہیں کرتے؟

یہ خدا کے دین کے انکاری کیوں ہیں؟

کیا یہ خدا کی تعلیمات کا انکار نہیں کر رہے؟

اگر کر رہے ہیں تو یہ کفر نہیں کر رہے؟

کفر کرنے والے کافر ہی ہیں چاہے کلمے پڑھیں یا سجدے کریں۔

آپ کے دل میں اس طاغوتی نظام کے لیے نفرت ہونی چاہیے اور دل میں اس سے جان چھڑانے کی امنگ۔

آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اسلامی نظام کیا ہے اور کیوں ہونا چاہیے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ علم رکھنے والا اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔
